نمبر ۷۲ | مورخہ ۱۶ - دسمبر ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۵ رجب ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہر طرح خیر وعافیت ہے۔ ۱۲ دسمبر خطبہ جمعہ میں حضور نے اپنی جماعت کو بتایا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے دنیا کو فتح کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ اس میں دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کی طاقت موجود ہے۔ اب اس طاقت سے کام لینا جماعت کا فرض ہے۔

جلسہ کے لئے ضروری سامان کی فراہمی خوب زور سے ہو رہی ہے۔ مہمانوں کی رہائش کے لئے مکانات لئے جا رہے ہیں۔ اور خدمت کے لئے والنٹیر بھرتی ہو رہے ہیں۔

خواتین کی صنعتی نمائش کے لئے لجنہ اماء اللہ سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارا خدا دعاؤں سے ہی پہچانا جاتا ہے

"ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب وغریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

دنیا میں جس قدر قومیں ہیں۔ کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا۔ جو جواب دیتا ہو۔ اور دعاؤں کو سنتا ہو۔ کیا ایک ہندو ایک پتھر کے سامنے بیٹھ کر یا درخت کے آگے کھڑا ہو کر یا بیل کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میرا خدا ایسا ہے۔ کہ میں اس سے دعا کروں۔ تو یہ مجھے جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے یسوع کو خدا مانا ہے وہ میری دعا کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے۔ جو اسلام کا خدا ہے۔ جو قرآن نے پیش کیا ہے۔ جس نے کہا۔ ادعونی استجب لکم۔ تم مجھے پکارو۔ میں تم کو جواب دوں گا۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کوئی ہو۔ جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو۔ وہ مجاہدہ کرے۔ اور دعاؤں میں لگا رہے۔ آخر اس کی دعاؤں کا جواب اسے ضرور دیا جائیگا

قرآن شریف میں ایک مقام پر ان لوگوں کے لئے جو گوسالہ پرستی کرتے ہیں۔ اور گوسالہ کو خدا بناتے ہیں۔ آیا ہے۔ لا یرجع الیھم قولا۔ کہ وہ ان کی بات کا کوئی جواب ان کو نہیں دیتا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو خدا بولتے نہیں ہیں۔ وہ گوسالہ ہی ہیں۔ ہم نے عیسائیوں سے بارہا پوچھا ہے کہ اگر تمہارا خدا ایسا ہی ہے۔ جو دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور ان کے جواب دیتا ہے۔ تو بتاؤ۔ وہ کس سے بولتا ہے۔ تم جو یسوع کو خدا کہتے ہو۔ پھر اس کو بلا کر دکھاؤ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ سارے عیسائی اکٹھے ہو کر بھی یسوع کو پکاریں۔ وہ یقیناً کوئی جواب نہ دے گا۔ کیونکہ وہ مر گیا۔" (الحکم ۱۷ - دسمبر ۱۹۰۲ء)

سالانہ جلسہ کے متعلق
نہایت ضروری باتیں

۱۔ سالانہ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء کو ہوگا۔ احباب کرام کو اول تو ۲۵ دسمبر ورنہ ۲۶ دسمبر کی صبح تک ضرور قادیان پہنچ جانا چاہیئے۔ تاکہ جلسہ کی افتتاحی تقریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سن سکیں علاوہ ازیں خطبہ جمعہ بھی انشاء اللہ حضور ہی پڑھیں گے۔ وہ احباب جنہیں سال کے سال میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدار میں نماز جمعہ پڑھنے اور خطبہ سننے کا موقعہ نہیں ملتا۔ انہیں چاہیئے کہ ضرور ۲۶ دسمبر کے جمعہ کی نماز میں شریک ہوں۔

۲۔ ۲۵ دسمبر بروز جمعرات یعنی رات مابین بدھ اور جمعرات کے ۱۲ بجے ہر اسٹیشن سے قادیان ملنے کے لئے معمولی ویک اینڈ واپسی ٹکٹ مل سکیں گے۔ پنجاب۔ یو۔پی۔ اور بنگال تک کے احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایسے واپسی ٹکٹ پر ۳۱ دسمبر تک واپس اپنے سٹیشن پر پہنچ جانا ضروری ہوگا۔ کوئی سٹیشن اگر ۲۵ دسمبر جمعرات کے دن ویک اینڈ واپسی ٹکٹ دینے سے انکار کرے تو ریلوے ویکلی گزٹ نمبر ۳۔ بابت ماہ جنوری ۱۹۳۰ء کا حوالہ دیا جائے ٹکٹ براہ راست قادیان کے لئے جائیں۔ اس طرح کرایہ میں زیادہ رعایت اور سفر میں سہولت رہتی ہے۔

۳۔ جن اصحاب کو زیادہ قادیان میں ٹھیرنا ہو۔ وہ کرسمس واپسی ٹکٹ حاصل کریں۔ جو سو میل سے زائد سفر والوں کو حسب ذیل کرایہ پر مل سکے گا۔ درجہ اول و دوم کا ۱½ کرایہ ادا کرنے پر۔ درجہ درمیانہ کا ۱½ کرایہ دینے پر۔ درجہ سوم کا ۱⅓ کرایہ ادا کرنے پر۔ یہ ٹکٹ ۱۵ جنوری تک کار آمد ہوں گے۔

۴۔ گاڑی کے روانہ ہونے کے وقت سے بہت قبل سٹیشن پر پہنچ جانا چاہیئے۔ تاکہ واپسی ٹکٹ سہولت کے ساتھ حاصل ہو سکیں۔ ٹکٹ علیحدہ علیحدہ حاصل کئے جائیں۔

۵۔ جہاں تک ممکن ہو۔ دوران سفر میں سردی سے بچنے کا سامان کیا جائے۔ اور کافی گرم بستر ساتھ ہونا چاہیئے۔ یو۔پی بنگال۔ بہار وغیرہ علاقوں کے اصحاب کو خصوصیت سے اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان دنوں قادیان میں کافی سردی ہوتی ہے۔

۶۔ حسب معمول مہمانوں کی رہائش کا انتظام اندرون اور بیرون قصبہ ہوگا۔ اس کے متعلق راہ نمائی کرنے اور دیگر سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے قادیان کے اسٹیشن پر والنٹیر ہوں گے۔

۷۔ غیر احمدی حضرات کو جو دوست اپنے ساتھ لائیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اس کی اطلاع ناظم صاحب سالانہ جلسہ کی خدمت بھیجدیں تاکہ وہ مناسب انتظام رہائش وغیرہ کا کرسکیں۔

۸۔ خواتین کا سالانہ جلسہ زیر انتظام لجنہ اماء اللہ ہوگا جس میں شمولیت کے لئے خواتین کو ضرور ساتھ لانا چاہیئے۔

صنعتی نمائش کیلئے خواتین جلد اشیاء بھیجیں

خواتین کی صنعتی نمائش کے متعلق ایک اعلان الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اب پھر لکھا جاتا ہے۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ نمائشی اشیاء بھیجدی جائیں۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ جو بہنیں صنعتی اشیاء بھیجیں۔ وہ تفصیل کے ساتھ اشیاء کی لاگت اور نفع الگ الگ لکھا کریں۔ اور یہ بھی کہ اصل لاگت واپس ہوگی۔ یا کل کی کل قیمت تبلیغ اسلام کے فنڈ میں دیدی جائے گی۔ اگر نفع نہ لگایا ہو تو اس کی تشریح بھی کردیں۔ تاکہ مناسب نفع کا اضافہ کر کے قیمت رکھی جائے۔ بہر حال بہنیں جلد توجہ فرمائیں۔

خاکسار ام طاہر (حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) قائم مقام سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان۔

موجودہ وقت کی ایک اہم تصنیف کا
اردو ایڈیشن

مسلمانان ہند کے ملکی حقوق کی حفاظت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں جو اہم تصنیف فرمائی ہے۔ اس کا انگریزی ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ جس کی قیمت دو روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اور جو دفتر پرائیویٹ سکرٹری سے مل سکتی ہے اب احباب کے بار بار کے تقاضے اور شوق کو دیکھ کر اس کا اردو ایڈیشن بھی چھپوانے کے لئے پریس میں دے دیا گیا ہے۔ کتاب کا حجم اڑھائی سو صفحے ہے۔ کتابت نہایت اعلےٰ ہے۔ عمدہ کاغذ پر ۲۰×۲۶ کی تقطیع کی شائع ہوگی۔ کتاب کی قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ایک روپیہ ہوگی۔ البتہ مجلد کتاب کی قیمت ۱؎ رکھی گئی ہے احباب اسے خرید کر مسلمانوں میں کثرت سے شائع کریں۔ تاکہ انہیں اپنے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت کا خیال پیدا ہو۔

تمام دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ بہت جلد اپنی درخواستیں دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں بھیجدیں۔ تاکہ چھپتے ہی کتاب ان کی خدمت میں بھجوا دی جائے۔ والسلام

خاکسار پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح قادیان

اخبار احمدیہ

کیمل پور میں لیکچر

۳۔ نومبر گیانی واحد حسین صاحب کا تین بجے سے لے کر ۱½ بجے شام تک لیکچر ہوا۔ مجمع اس کثرت کے ساتھ تھا۔ کہ اس سے پہلے کسی لیکچر میں اتنے لوگ جمع نہیں ہوئے۔ گیانی صاحب کے دلائل باوا نانک صاحب کے مسلمان ہونے پر ایسے زبردست تھے۔ کہ سکھ اور ہندو سامعین اُن کی تاب نہ لا سکے۔ اور شور مچانے لگ گئے۔ گیانی صاحب نے سکھوں کو چیلنج دیا۔ کہ کوئی ان میں سے بڑے سے بڑا گیانی اُن کے مقابلہ پر مباحثہ کے لئے پیش ہو۔ مگر وہ کسی گیانی کو پیش نہ کرسکے

سکرٹری دعوت و تبلیغ کیمل پور

جناب مرزا سلطان احمد صاحب کی غریب پروری

اکاڑہ ضلع منٹگمری کے قریب چک ۳۰-۳۱/۴ ایل میں خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کے مربعہ جات ہیں صاحب موصوف کے پاس منشی عزیز الدین صاحب نامی عرصہ ۱۲ سال سے مختار عام کی حیثیت سے ملازم تھے۔ منشی صاحب مورخہ ۱۶۔ نومبر ۱۹۳۰ء بعارضہ نمونیا فوت ہو گئے۔ جو اپنے پیچھے سات بچے خورد سالہ اور ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ مرزا صاحب موصوف نے ان بچگان کی پرورش کے لئے ۱½ من غلہ اور ۲۵۔ روپے ماہوار مقرر فرماتے ہوئے ایک ایکڑ کپاس اور ایک ایکڑ گندم سال میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے ہم مسلمانان اکاڑہ جناب مرزا صاحب کی اس یتیم پروری کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ خادم سکرٹری انجمن اسلامیہ اکاڑہ

حج کے لئے جانیوالے

میں اور میری بیوی انشاء اللہ عید الفطر کے بعد حج بیت اللہ کے لئے جانے والے ہیں۔ دوسرے جانے والے احباب بذریعہ خط و کتابت واقفیت پیدا کرلیں۔ عبد اللہ احمدی متوطن چنڈ دساہی حال جھنکورد پوسٹ کسنبہ ضلع بھڑوچ بی بی اینڈ سی۔ آئی۔ آر۔

ولادت

(۱) مورخہ ۲۷۔ نومبر ۱۹۳۰ء اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعاؤں سے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لفٹیننٹ کیمبلپور کو لڑکا عطا فرمایا۔ دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ اُسے عمر و برکت کے ساتھ خادم اسلام اور والدین کا فرمانبردار بنائے

۲۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے بڑے بھائی عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے ہاں ۱۶۔ اکتوبر تین لڑکیوں کے بعد فرزند پیدا ہوا۔ اور میری آپا جان اہلیہ ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب کے ہاں ۱۲۔ نومبر ۱۹۳۰ء کو دوسرا فرزند پیدا ہوا۔ التجا ہے۔ ہر دو مولودوں کے لئے دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ انہیں حقیقی معنوں میں خادم اسلام و احمدیت بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ خاکسارہ امۃ المہدی بنت شیخ محمد عبد اللہ صاحب احمدی مرحوم سیالکوٹ شہر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۷۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

گائے اور ہندو

گائے ذبح کرنا مسلمانوں کا حق ہے

مسلمانوں کو اپنے ایک جائز حق ذبیحہ گائے سے روکنے کے لئے ہندو جس قدر جنگ وجدال اور فتنہ انگیزیاں کرتے رہتے ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہیں لیکن اس کا باعث یہ نہیں۔ کہ ہندو گائے کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں گائے کی ایسی تقدیس ہے۔ کہ وہ اس کا ذبح ہونا گوارا نہیں کرسکتے۔ بلکہ صرف یہ وجہ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کی زندگی محض ہندوؤں کے رحم پر منحصر ہے۔ وہ جس قسم کا سلوک چاہیں ان سے کرسکتے ہیں۔ اور جتنی پابندیاں ضروری سمجھیں۔ ان پر عائد کرکے اپنی غلامی کا طوق ان کے گلے میں ڈال سکتے ہیں۔ ورنہ اگر گائے کی محبت والفت۔ اس کی بزرگی اور تقدس انہیں اسکی حفاظت کے لئے مجبور کرتا۔ تو کوئی وجہ نہ ہوسکتی تھی۔ کہ روزانہ سینکڑوں اور ہزاروں گائیں جو فوجوں کے لئے ذبح ہوتی ہیں۔ اور چھاؤنیوں میں علے الاعلان ان کا گوشت فروخت ہوتا ہے۔ ان کے بچانے کے لئے اسی قسم کے افعال کے مرتکب نہ ہوتے۔ اگر مسلمان گائے ذبح کرنے کی وجہ سے ہندوؤں کے نزدیک گشتنی اور گردن زدنی قرار دئے جاسکتے ہیں۔ اگر اس جرم میں ان کے گھر آگ کی نظر کئے جاسکتے۔ اور انہیں زندہ آگ میں جلایا جاسکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ فوجوں کے لئے گائیں ذبح کرنے والوں سے بھی ہندو ایسا ہی سلوک نہ کرتے۔ لیکن ایسا کرنا تو الگ رہا۔ ہندوؤں نے کبھی اتنی بھی ضرورت نہ سمجھی۔ کہ فوجوں کے لئے جو گائیں روزانہ ذبح کی جاتی ہیں۔ ان کے خلاف آواز ہی اٹھائیں۔ مسلمان اگر سال کے بعد عید الاضحیٰ کے موقعہ پر اپنے مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لئے گائے کی قربانی کریں۔ اور اس غرض سے چند گائیں ہندوؤں کی آنکھوں سے اوجھل ذبح کریں۔ تو ان کے لئے ناقابل برداشت امر ہے۔ اور اتنی سی بات پر ہندوؤں کے لئے روا ہو جاتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے مکانوں کو آگ لگا کر خاک سیاہ کردیں انہیں نہایت سفاکی اور بے دردی سے قتل کرکے خاک وخون میں ملادیں۔ ان کے مردوں اور سسکتے ہوئے زخمیوں پر خس و خاشاک ڈال کر آگ لگادیں۔ جس سے ان کی لاشیں جھلس کر نہایت دردناک منظر پیش کریں۔ ان کی عورتوں کی عصمت وعفت پر حملہ کرنے کے علاوہ انہیں ہلاکت کے گھاٹ اتارنے سے بھی دریغ نہ کریں۔ لیکن اگر سارا سال فوجوں کے لئے گائیں ذبح ہوتی رہیں چھاؤنیوں میں علے الاعلان ان کا گوشت فروخت ہوتا رہے۔ ہندو سورے روزانہ اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھیں۔ لیکن گئو ماتا کی تقدیس اور اسکی حفاظت کا انہیں خیال بھی نہ آئے *

اسی طرح مسلمان اگر کسی جگہ قانونی پابندیاں برداشت کرتے ہوئے اور غیر مسلموں کے احساسات کا لحاظ رکھتے ہوئے مذبح قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہندوؤں میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک شور بپا ہوجاتا ہے۔ ان کے جہال نہایت دیدہ دلیری سے قانون شکنی کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ اور ان کے تعلیم یافتہ مرنے مارنے کی دھمکیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ لیکن ہزاروں من گائے کا گوشت جو ہندوستان سے باہر بھیجا جاتا ہے۔ اسے فراہم کرنے والوں کے متعلق کبھی انہیں خیال بھی نہیں آتا۔ حتیٰ کہ اس تجارتی کاروبار میں کئی ہندو خود شامل ہوتے۔ اور منافع حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندو اخبار "پارس" لاہور نے حال ہی میں لکھا ہے کہ "ہندوستان کے اکثر مقامات میں بعض زر پرست ہندوؤں کی وجہ سے گاؤ کشی ہوتی ہے۔ اور گئو ماتا کہنے والے ہندو محض روپیہ کمانے کی خاطر ہزاروں گایوں کی جانیں روزانہ تلف کرانے میں حصہ لیتے ہیں"

ان حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں کو گائے کی حفاظت اور تقدیس کا خیال اسی وقت کیوں آتا ہے۔ جبکہ ان کے مدنظر مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ گائے کشی کو روکنے کے لئے اسی وقت کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کا نشانہ مسلمان ہوتے ہیں۔ وہ گائے کو بچانے کی خاطر اسی وقت کیوں قانون شکنی۔ قتل وغارت اور فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں۔ جب ان کی نگاہ مسلمانوں پر ہوتی ہے۔ وہ کیوں سرکاری فوجوں کے لئے اور غیر ممالک میں گوشت بھیجنے کے لئے جو گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ ان کی حفاظت نہیں کرتے۔ اس کی وجہ ہندوؤں کی زبان سے ہی سن لیجئے۔ آریہ اخبار "پرتاپ" ۵ دسمبر ہندوؤں کو مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"عید وغیرہ پر کہیں گائے کی قربانی سے فساد ہوجائے تو کہا جاتا ہے۔ یہ کانگریس اور قوم پرست ہندوؤں کی اس پالیسی کا نتیجہ ہے جس نے مسلمانوں کو سر پر چڑھا رکھا ہے۔ لیکن موجودہ طریقہ حکومت کی موجودگی میں نہ معلوم کتنی گائیں روزانہ فوجوں کے لئے ذبح کی جاتی ہیں۔ اس پاپ کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا جائے بھی کیوں۔ جب سب جانتے ہیں۔ کہ انگریز اس وقت حکومت کررہا ہے"

ان سطور میں صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو چونکہ ہندو کمزور سمجھتے ہیں۔ اس لئے گائے کی حفاظت کے بہانہ سے ان پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ اور انہیں اپنی طاقت اور قوت کے زور سے ایک جائز حق سے محروم کرکے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں مسلمان ہندوؤں کے غلام بن کر اور ہر اس حق سے دست بردار ہوکر زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ جو ہندو ان سے چھیننا چاہیں*

اس صورت میں ہندوؤں کا مسلمانوں کو ذبیحہ گائے سے روکنا مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اب یہ مسلمانوں کا کام ہے۔ کہ یا تو ہندوؤں کے جبر۔ ان کی چیرہ دستی۔ ان کی قانون شکنی اور ان کے فتنہ وفساد سے ڈر کر ان کی غلامی کا اقرار کرلیں اور آج ان کے آگے ہتھیار ڈال کر ذبیحہ گائے کے حق سے دست بردار ہوجائیں۔ تو کل اور جو کچھ ہندو ان سے منوائیں۔ اسے بھی بلا چون وچرا مان لیں۔ یا پھر قانون کی پابندی کرتے ہوئے اپنی ہمت اور کوشش۔ طاقت اور قوت سے ہندوؤں کے ایسے دانت کھٹے کریں۔ کہ وہ پھر مسلمانوں کی طرف کبھی مونہہ نہ کرسکیں۔ اور خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ مسلمان یا تو عزت وآبرو کی زندگی بسر کرنا اور اپنے حقوق کی مردانہ وار محافظت کرنا جانتے ہیں۔ یا پھر اپنی ہر چیز کی حفاظت کرتے ہوئے اپنا سب کچھ قربان کردینا اپنا فرض سمجھتے ہیں*

اگر مسلمان ذبیحہ گائے کے حق کی حفاظت کے لئے اس جذبہ کا ثبوت پیش کردیں۔ اور ہندوؤں کو اس بارے میں قطعاً مایوس اور ناامید بنادیں۔ تو پھر انہیں اپنا ہر ایک حق خواہ وہ سیاسی ہو یا مذہبی قائم کرنے میں کچھ بھی دقت محسوس نہ ہوگی۔ اور کسی کی مجال نہ ہوگی۔ کہ انہیں ٹیڑھی نظر سے دیکھ بھی سکے۔ لیکن اگر مسلمانوں نے اس میں کمزوری دکھائی۔ اور ہندوؤں کی ان شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں کو بڑھنے دیا۔ جو ان کی طرف سے ذبیحہ گائے کے متعلق

جاری ہیں۔ تو اس سے ان پر ہندوؤں کے تسلط اور غلبہ کی ایسی لعنت متسلط ہو جائے گی۔ جو نہ انہیں دُنیا کا رہنے دیگی اور نہ دین کا پس مسلمانوں کو چاہیئے۔ جہاں جہاں گائے ذبح نہ ہوتی ہو۔ وہاں قانونی طور پر اجازت حاصل کر کے اپنے اس حق کو قائم کریں۔ اور اس کے لئے پُوری ہمت دکھائیں :۔

ویدوں میں گائے مارنے کی اجازت

ذبیحہ گائے کو روکنے کی بہت بڑی وجہ ہندو گائے کے ساتھ اپنی مذہبی عقیدت قرار دیتے ہیں۔ لیکن بڑے بڑے معزز اور اہلِ علم ہندو اعتراف کر چکے ہیں۔ کہ پراچین زمانہ میں گائے کا گوشت بڑی خوشی سے کھایا جاتا۔ بلکہ بعض مذہبی تقریبات میں اُس کا استعمال نہایت ضروری سمجھا جاتا تھا حال ہی میں مہاتما ہنسراج جی نے آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر تقریر کرتے ہُوئے اس بات کا ذکر کیا۔ کہ رائٹ آنریبل پنڈت سری نواس ستا سری نے ایکدفعہ علی الاعلان کہا تھا۔ کہ :-

"ویدوں میں گائے اور بیل کو مارنے کی اجازت ہے"

(ملاپ ۲ - دسمبر ۳۰ء)

ویدوں میں گائے مارنے کی اجازت کا ہونا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہندوؤں کو گائے سے کوئی مذہبی عقیدت نہیں ہوسکتی۔ وُہ اس کی حفاظت کے بہانہ سے مسلمانوں پر رُعب قائم کرنا چاہتے ہیں :۔

آریہ سماج کا اعترافِ شکست

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بعثت سے قبل غیر مذاہب مُسلمانوں کو کھائے جا رہے تھے۔ مگر آپ نے اسلام کی صداقت کو ایسے معقول اور مدلل طور پر پیش کیا۔ جس کی تردید کِسی سے ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے غیر مذاہب پر ایسی طرز پر نکتہ چینی کی۔ اور ایسے وزن دار اعتراضات کئے۔ جن کا جواب آج تک نہ اُن سے بن پڑا۔ اور نہ قیامت تک جواب دے سکینگے اس کے علاوہ حضورؑ نے خدا تعالےٰ کے فضل سے مجاہدین کی ایک ایسی جماعت قائم کردی ہے۔ جو دُشمنانِ اِسلام کو ہر میدان میں شکست پر شکست دیتی چلی جا رہی ہے۔ آریہ سماجی اور عیسائی مناظرین کو احمدی علماء کے مقابلہ میں جو ناکامی نصیب ہوتی رہتی ہے اُسے وُہ لوگ اچھی طرح محسوس کر چکے ہیں۔ اور اب صفائی کے ساتھ اس کا اعتراف بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج وچھو والی لاہور کے سالانہ جلسہ پر آریہ سماج کے ایک مشہور و معروف لیڈر سوامی مروا نند جی نے بقول آریہ اخبارات ایک زبردست لیکچر دیا جس میں ہزارہا آریہ سماجیوں کے سامنے کہا :-

"آج ہمارے اپدیشکوں میں سواد رہا نہیں۔ ہم غافل ہو گئے ہیں۔ ہمارے مخالفوں نے ہماری کمزوریاں دیکھ لی ہیں۔ ہم ان کے مقابلہ میں کھڑے ہونے سے جھجکتے ہیں۔ دھوکے بازی کا دھرم سے تعلق نہیں۔ بے مطلب کی باتیں چھوڑ دو"۔ (آریہ ویر ۸ - دسمبر)

یہ تو دُنیا جانتی ہے۔ کہ "آریہ اپدیشکوں" کے "مخالف" کون ہیں۔ پس ان الفاظ میں صاف طور پر اس امر کا اعتراف موجود ہے کہ آریہ سماجی احمدیوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے سے جھجکتے ہیں"۔ ہمارے مقابلہ میں محض" دھوکے بازی" سے جس کا "دھرم سے تعلق نہیں" کام لیتے ہیں۔ اور "بے مطلب" کی باتیں کرتے ہیں :۔

ہندو مُسلم تصفیہ کی خبر غلط ہے

ایک دفعہ پھر گول میز کانفرنس کے ہندو مسلم ممبروں میں سمجھوتہ ہونے کی خبر موصول ہوئی۔ اور اس تواتر کے ساتھ موصول ہُوئی۔ کہ بڑی حد تک اسے درست تسلیم کر لیا گیا۔ خبر یہ تھی۔ کہ مسلم نمائندگان نے نواب صاحب بھوپال کے مقام رہائش پر ایک جلسے میں اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وُہ اس شرط پر مخلوط انتخاب منظور کرنے کو تیار ہیں۔ کہ مجالسِ قانون ساز پنجاب و بنگال میں ان کے لئے اکاون فیصدی نشستیں مخصوص کر دی جائیں :۔

ظاہر ہے۔ کہ اس شرط پر مخلوط انتخاب کو منظور کر لینا مسلمانوں کے لئے بے حد نقصان رساں اور تباہ کن ہے۔ کیونکہ مخلوط انتخاب کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے مشترکہ ووٹوں سے ممبر منتخب کئے جائیں۔ اس وجہ سے ہندوؤں کا اپنے اثر و رسوخ اور اپنی دولت مندی کی وجہ سے اپنے ڈھب کے مسلمان ممبر منتخب کرانے میں کامیاب ہو جانا بالکل معمولی بات ہے۔ اور ایسے مُسلمان بڑی آسانی کے ساتھ انہیں میسر آسکیں گے۔ جو صرف ہندوؤں کی امداد سے ممبر منتخب ہونے کے صلہ میں نہایت بے دردی کے ساتھ مسلمانوں کے فوائد اور حقوق قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں :۔

ان حالات میں مخلوط انتخاب مسلمانوں کے لئے نہایت ہی مضر ہے۔ اسی لئے جب مذکورہ بالا خبر ہندوستان میں پہونچی۔ تو مسلمانوں میں بہت اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور لاہور کے چند سرکردہ اصحاب نے اسکی تصدیق کے لئے ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال کو تار دیا جس کا ہز ہائی نس نواب صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی طرف سے یہ جواب موصول ہُوا ہے :-

"اعلیحضرت نواب صاحب بھوپال برطانی ہند کے معاملات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ بعض احباب کو بھوپال ہاؤس میں دوستانہ لنچ پر مدعو کیا گیا تھا۔ مسلم مطالبات کے تصفیہ کی اطلاع گمراہ کُن ہے۔ اور غالباً کسی کی شرارت کا نتیجہ ہے"۔

امید ہے۔ اس اطلاع سے مُسلمان مطمئن ہو جائیں گے۔ وُہ آئندہ اس قسم کی خبروں کے متعلق زیادہ احتیاط سے کام لیا کریں گے۔ اور خواہ مخواہ مُسلمان نمائندوں کے خلاف اظہارِ ناراضگی نہ شروع کر دیں گے :۔

بدیشی کپڑا فروشوں کو دھمکی

بدیشی کپڑے کی خرید و فروخت جبراً روکنے کے لئے کانگریس کے والنٹیرز اس وقت تک جو کچھ کر رہے ہیں۔ اسے ناکافی سمجھتے ہُوئے اور بائیکاٹ کی تحریک کے روز بروز کمزور ہونے کی وجہ سے اب اسے تشدد کے شرمناک طریق سے چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے چنانچہ ۱۱ - دسمبر امرتسر کے مختلف مقامات پر سُرخ اشتہارات چسپاں پائے گئے جن کے شروع میں ایک چُھری لگی ہُوئی تھی جس پر ریوالور کا نشان تھا۔ اس اشتہار میں بدیشی پارچہ فروشوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ وُہ بدیشی کپڑے کی فروخت بند کردیں۔ ورنہ ان کے ساتھ ضروری سلوک کیا جائیگا :۔

سُرخ اشتہار پر ریوالور کی تصویر بنا کر "ضروری سلوک" کی دھمکی کا جو کچھ مطلب ہے۔ وُہ صاف ظاہر ہے۔ یہ ان لوگوں کا طرزِ عمل ہے۔ جو عدم تشدد کے پجاری کہلاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ اگر قیامِ امن اور اپنے قوانین کے احترام کے لئے کوئی کارروائی کرتی ہے۔ تو اُسے تشدد قرار دے کر شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ کیا ان کا اہل ملک کو اس طرح کی دھمکیاں دینا تشدد میں داخل نہیں :۔

ایک مندر پر ڈاکہ

"ٹائمز آف انڈیا" میں یہ خبر شایع ہوئی ہے۔ کہ حال ہی میں ۲۵ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے ضلع سارن کے ایک جنگل میں بھگوتی کے مندر پر ڈاکہ ڈالا۔ اور ایک لاکھ روپیہ کے زیورات اڑا کر لے گئے۔

یہ ڈاکہ ڈالنے والے غالبًا ہندو ہی ہونگے۔ جو مندروں میں پوجا پاٹ کے لئے جاتے اور اندر کے سارے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ کسی غیر ہندو کے لئے جب یہی ممکن نہیں۔ کہ مندر کے صحن میں بھی قدم رکھ سکے۔ تو اُسے یہ کس طرح پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ بھگوتی مہاراج کی مورتیاں سونے چاندی کے زیوروں اور جواہرات سے لدی ہوئی ہیں۔ اس قسم کی خبر مورتیوں کے پجاریوں اور ہندوؤں کو ہی ہو سکتی ہے۔ اور انہی کے منہ میں اس قسم کا قیمتی سامان حاصل کرنے کے لئے پانی بھر آسکتا ہے۔ پس اس مندر پر ڈاکہ ڈالنے والے بھی مندر کے ساتھ عقیدت رکھنے والے لوگ ہی ہونگے اس سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مورتیوں کے پجاری اب پہلے کے سے پجاری نہیں ہے جو اپنا مال و دولت ان کی نذر کیا کرتے تھے بلکہ اب ان میں ایسے ...

آریہ سماج اپنی موت مر رہی ہے

آریہ سماجی لیڈروں کا اعتراف

ایک گذشتہ پرچہ میں مذکورہ بالا عنوان سے بعض مشہور آریہ سماجیوں کی شہادتوں سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ نصف صدی کے عرصہ میں ہی آریہ سماج موت کے قریب پہونچ چکی ہے۔ اور ایک دوربین آنکھ اس کی موجودہ حالت میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس کے متعلق موت کی پیشگوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر سکتی ہے۔ آج اس ضمن میں چند ایک اور شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)

مہاتما ہنس راج جی فرماتے ہیں:-

"آئندہ نسل کا پریم آریہ سماج کے ساتھ بالکل نہیں" (آریہ ویر ۲ تمبر)

(۲)

سوامی سروانند جی لکھتے ہیں۔

"آریہ سماج کا پرکاش جلدی مرجھانے لگ پڑا۔"

"ہر ایک آریہ سماج میں جھگڑے لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ آپ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر کہیں۔ کہ میں آریہ ہوں۔ یہ بات کہنے میں مشکل پڑ جائے گی۔"

"کل جھگڑے میں پولن ہو رہا تھا۔ لوگ سمجھتے تھے۔ پوربان پکار رہے ہیں۔ یہ بچوں کے کھیل چھوڑ کر بچے آریہ بنو۔ کوئی جاتی ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک اس میں تپ وِدیا اور گیان وِدیا نہ ہو۔ آریہ سماج میں یہ دونوں نہیں ہیں"

"خود غرضی نے آریہ سماج کا ستیاناس کر دیا۔"

"ہم روپیہ کے لالچی بن گئے ہیں۔"

"سنیاسیوں میں سنیاسیوں کے گن نہیں رہے۔ لالچ آگیا ہے"

"افسوس ہے۔ تو یہ کہ آریہ سماج کا پھول بن کھلے مرجھا رہا ہے۔"

"مسلمانوں کو دیکھو۔ کبھی حضرت محمدؐ صاحب کے خلاف نہ کہینگے۔ لیکن ہماری یہ حالت ہے۔ کہ ہم رشی دیانند کے سدھانتوں کے ورودھ جانے میں ہی اپنا بڑپن سمجھتے ہیں۔ یہ ہے رشی دیانند پر ہمارا وار۔"

یہ ایک سوامی کی شہادت ہے۔ اور ایسی شہادت ہے جو ہر پہلو سے مکمل ہے۔

(۳)

لالہ دیوی چند جی نے کہا۔

"آریہ سماج کے کچھ وِدوانوں کو اس مشن کی صداقت پر شک ہو گیا ہے۔"

"کچھ وِدوانوں" کو دیانند جی کے مشن پر شک کا اعتراف تو کر لیا گیا۔ باقی وِدوان بھی جوں جوں تعصب کی دلدل سے نکلتے جائینگے ان کی بھی یہی حالت ہوگی لیکن جب وِدوانوں کے دلوں میں آریہ سماج کی صداقت کے متعلق شک پڑ گیا۔ تو باقی جہال ہی ہو سکتے ہیں۔ جو آریہ سماج پر اعتقاد رکھیں۔

(۴)

پنڈت مہر چند شرما نے فرمایا۔

"نوجوان دھرم سے بے مکھ ہو کر ناستک ہو رہے ہیں۔"

آریہ سماج سے آواز آ رہی ہے۔ کہ نوجوان آریہ سماج کے کام میں دلچسپی نہیں لیتے۔"

"آریہ سماج میں پارٹی بازی اور مٹھ پرستی جاری ہے۔"

اگر یہ درست ہے۔ اور بالکل درست ہے۔ کہ نوجوانوں پر ہی قوم کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ نوجوان آریہ سماج کو جواب دے چکے۔ اور اسے موت کے حوالے کر چکے ہیں۔

(۵)

پنڈت دیوان جی شرما نے کہا۔

"نوجوان ناستک کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ اس وقت نوجوانوں میں غیر ذمہ دارانہ نکتہ چینی کی عادت بڑھ رہی ہے۔"

(۶)

لالہ سنت رام صاحب بی۔ اے سیکرٹری جات پات منڈل لکھتے ہیں:

"آریہ سماج کے پرورتک سوامی دیانند جی نے ہندو دنیا کو اس پروہت شاہی کی غلامی سے نکالنے کا یتن کیا تھا۔ وہ لوگوں کو اپنی عقل سے کام لینا سکھاتے تھے۔ کسی گلے سڑے گرنتھ کا پرمان اور کسی مفروضہ رشی مہرشی کا نام انہیں ڈرا نہیں سکتا تھا۔ . . . . مگر افسوس ہے۔ کہ آریہ سماجی لوگ سوامی جی کی اس آزادانہ سوچنے کی سپرٹ کو نہ گرہن کر پھر اس پروہت شاہی کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔ . . . مثال کے طور پر جات پات کو ہی لے لیجئے۔ سوامی جی مہاراج نے اس کا سخت کھنڈن کیا ہے . . . . مگر کچھ پوپ آریہ سماجی دلان دیو سنگھا کی آڑ میں اس جات پات کو بنائے رکھنے پر زور دے رہے ہیں۔ . . . . کیا اس سے بڑھکر اور کوئی نامعقول بات سوامی دیانند کے دھانت کو ملیا میٹ کرنے والی ہو سکتی ہے۔"

(پرتاپ ۳۰ نومبر)

مذکورہ بالا شہادتوں سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج کی حالت کیا ہے۔ اس کے بڑے بڑے لیڈر صاف الفاظ میں اقرار کر رہے ہیں۔ کہ آریہ سماج کا پھول بن کھلے مرجھا گیا۔ اور حالت یہاں تک پہونچ گئی ہے۔ کہ آریہ سماج کے وِدوانوں کو بھی اس مشن کی صداقت پر شبہ ہو گیا ہے۔ اس سے زیادہ کسی تحریک کی ناکامی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس کے علمبردار اور اسے دنیا میں پھیلانیوالے خود اس کی صداقت پر شک و شبہات کا اظہار کرنے لگ جائیں۔ پھر ہر تحریک یا مشن کی کامیابی کا انحصار سب سے زیادہ اس کی آئندہ نسلوں اور نوجوانوں پر ہوتا ہے مگر آریہ سماجی لیڈر تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ آئندہ نسل کا پریم آریہ سماج کے ساتھ بالکل نہیں۔ نیز یہ کہ نوجوان دھرم سے بے مکھ ہو کر ناستک ہو رہے ہیں۔

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ آریہ سماجی یوں تو اپنے سوامی دیانند کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر پیش کرنے کی جرأت کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ لیکن ان کے اپنے دلوں میں سوامی جی مہاراج کی یہ قدر و منزلت ہے۔ کہ ابھی نصف صدی بھی نہیں گذری۔ کہ اکثر معاملات میں ان کے صاف و صریح عقائد و تعلیمات کے سراسر خلاف چل رہے ہیں۔ بلکہ حالت یہاں تک پہونچ چکی ہے۔ کہ آج آریہ سماجی مہرشی دیانند کے سدھانتوں کے ورودھ جانے میں ہی اپنا بڑپن سمجھتے ہیں۔ غرض آریہ سماج کی موت یقینی ہے اگر آج نہیں تو کل اس کا نام لیوا کوئی نظر نہ آئے گا۔ لیکن ہمیں اس تحریک کی ناکامی کو دیکھکر اسلام کے متعلق اپنے فرض کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے۔ ہندو نوجوان اپنے دھرم سے بیزار ہو رہے ہیں۔ ہندوؤں کی نئی پود کے دل میں موجودہ ہندو دھرم کے لئے کوئی دلچسپی یا محبت موجود نہیں۔ اور اس سے مایوس ہو کر وہ مذہب سے ہی بدظن ہو کر دہریت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ آریہ سماج کو انہوں نے اپنا سہارا بنانا چاہا تھا۔ مگر وہ بھی ان کی تسلی نہیں کر سکی۔ اور وہ اس سے بھی بیزار ہو چکے ہیں۔ اب ہمیں چاہئے۔ کہ انہیں بتائیں۔ کہ بے شک ہندو دھرم ایسی بودی اور دور از عقل و قیاس باتوں تیز ناقابل برداشت اور صور و رسوم کثیف دہ رواجات کے مجموعہ کا نام ہے۔ لیکن اسلام دین الفطرت ہے۔ عقل کے مطابق ہے۔ انسان پر کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالتا جس کے اٹھانے کی اس میں طاقت نہ ہو۔ بلکہ اس کے لئے اس دنیا میں بھی تسلی و اطمینان کا باعث بنتا ہے۔ اور دوسری زندگی میں بھی۔ اس طرح ہندو نوجوانوں کو امن و راحت کے حقیقی سرچشمہ پر لا کر دین و دنیا کی ہلاکت اور تباہی سے بچانا چاہئے۔

مناظرہ چندر کے منگولے کے متعلق

ایڈیٹر پیغام کی افترا پردازی

اخبار "پیغام صلح" کے ایڈیٹر دو یار یعنی عبدالحق اور مولوی عصمت اللہ مبلغ اہل پیغام بغرض مناظرہ چندر کے منگولہ ضلع سیالکوٹ آئے مناظرہ ہوا۔ اور بفضل خدا بہت اچھا۔ اور کامیاب مناظرہ ہوا۔ جس کے متعلق مفصل رپورٹیں قبل ازیں الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔ اسوقت واقعات اور حقائق کے رو سے اس رپورٹ کے متعلق کچھ کہنا ہے جو ایڈیٹر پیغام نے ۱۹ر نومبر کے پرچہ میں شائع کی ہے۔

اپنے ہم خیالوں کی شہادت

یہ تو ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ اگر کوئی دو فریق آپس میں کسی مسئلہ میں گفتگو کر رہے ہوں۔ تو سامعین میں سے وہ لوگ جو کہ مسئلہ زیر بحث میں ایک فریق سے کلی متفق و متحد ہیں۔ یقیناً اسی فریق کی حمایت کریں گے۔ جو ان کے خیالات کا موید ہوگا۔ اور ان کے خیال کے موید مناظر کے لئے اپنی تائید میں ان سے کچھ لکھوا لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ خواہ حقیقت کے لحاظ سے وہ کس قدر ہی ناکام ہوا ہو۔ مثلاً ایک آریہ سماجی اور ایک مسلمان کا تناسخ پر مناظرہ ہو رہا ہو۔ تو نہایت ہی آسان بات ہے۔ کہ آریہ سماجی اپنی تائید میں اپنے غلبہ کے ثبوت کے لئے چند سناتنیوں کی شہادتیں لکھوا لے۔ اور پھر انہیں پیش کر کے بغلیں بجانا شروع کر دے۔ ایسا ہی اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر ایک آریہ اور مسلمان کی بحث ہو رہی ہو۔ تو بالکل آسان امر ہے۔ کہ آریہ مناظر چند متعصب اور مخالف پادریوں سے لکھوا لے۔ کہ واقعی مسلمان مناظر اپنے نبی کی صداقت ثابت نہیں کر سکا۔

اہل پیغام کی مثال

بعینہٖ یہی مثال اہل پیغام کی ہے۔ کہ مناظرہ جو نبوت مسیح موعود اور امکان نبوت کے مضامین پر تھا۔ اس کے متعلق چند غیر احمدیوں کی شہادت کو اپنی فتح کا ثبوت سمجھنے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ ہر ذی فہم اس امر کا معترف ہوگا۔ کہ یہ ایسے مضامین ہیں۔ جن میں تمام غیر احمدی لوگ اہل پیغام کے ہمنوا ہیں۔ اور جماعت احمدیہ سے مخالفت رکھتے ہیں۔ بہت سے ایسے انسان موجود ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا مصلح اور اسلام کا فتح نصیب جرنیل یقین کرتے ہوئے کہدیتے ہیں۔ کاش کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہوتا۔ یا احمدیہ جماعت کی خدمات ملی کا اعتراف کرتے ہوئے کہدیتے ہیں۔ کہ کاش نبوت کا جھگڑا نہ اٹھایا جاتا۔ پس جبکہ وہ غیر احمدی بھی جو دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مداح ہیں۔ مسئلہ نبوت میں مخالفت کا اظہار کرتے ہیں۔ تو پھر ایسے لوگ جو جماعت احمدیہ کے سخت مخالف ہوں۔ ان میں سے چند ایک کی اس مسئلہ پر مناظرہ کے متعلق شہادت پر بغلیں بجانے لگ جانا۔ سراسر اپنی نادانی کا ثبوت دینا ہے۔ ہر وہ شخص جسے خدا تعالیٰ نے عقل اور سمجھ سے بہرہ ور کیا ہے جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں ذرہ بھر بھی مادہ امتیاز موجود ہے۔ وہ اس رپوٹ کو پڑھکر جو پیغام کے ایڈیٹر نے شایع کی ہے یہی اندازہ لگائیگا کہ ایڈیٹر پیغام نے سراسر اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

مناظرہ کا نتیجہ

دوسری بات جو اس رپورٹ کے متعلق قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ کون نہیں جانتا۔ کہ جہاں کہیں بھی احمدیہ جماعت کا مناظرہ غیر احمدیوں سے ہو۔ ہمیشہ وہ اپنی فتح کا ہی اعلان کرتے ہیں۔ اور کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ غیر احمدیوں نے اپنے علماء کی شکست۔ اور احمدیوں کی فتح کا اقرار کیا ہو۔ لیکن باوجود اس کے نتائج خود بتاتے گئے۔ اور بتاتے رہیں گے۔ کہ درحقیقت فتح کس کو ہوئی۔ اور ہوگی یہی اصل فتح ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ والعاقبة للمتقین۔ کہ انجام کار متقیوں کا ہوتا ہے۔ پھر فرماتا ہے اما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ کہ انبیاء اور ان کے ماننے والوں کا مخالفین سے مقابلہ ہوتا ہے۔ اور خوب شور پڑتا ہے یعنی جھاگ یعنی مخالفوں کا شور و غوغا تو فضول اور لغو جاتا ہے۔ جو چیز کہ نفع بخش ہوتی ہے۔ وہ دلوں میں قائم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں مناظرہ ہوتا ہے۔ وہاں پر بفضلہ تعالیٰ اس معیار کے رو سے جماعت احمدیہ ہی فاتح ثابت ہوتی ہے۔ ۱۲ر - ۱۳ر ستمبر کو اوچا جبہ میں مناظرہ ہوا۔ اس وقت سب غیر احمدی اپنے آپ کو فاتح کہتے تھے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ابھی تین ماہ نہیں گذرے۔ کہ آٹھ اصحاب نے بیعت کر لی ہے۔ پچھلے دنوں پوتھ میں اہل پیغام سے متواتر دو دن ساری ساری رات گفتگو ہوتی رہی اہل پیغام اپنی فتح کا اعلان کرتے رہے۔ مگر نتیجہ یہ نکلا۔ کہ منشی دانشمند صاحب اور دو اور غیر مبایع اصحاب نے بیعت خلافت کر لی۔ چند غیر احمدیوں نے بھی بیعت کی۔ ایسا ہی لائل پور کے ضلع میں ہوا۔ بعینہٖ یہی نتیجہ یہاں بھی پیدا ہوا۔ کہ اس مناظرہ کے بعد تین احباب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ غلام محمد۔ فضل کریم ساکن بوگھل شاہ محمد۔

غیر مبایعین کی ایمانی حالت

تیسری بات جو اس رپورٹ میں قابل توجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس رپورٹ نے اہل پیغام کی ایمانی حالت خوب ظاہر کر دی ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم تر الی الذین یزعمون انھم اٰمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطٰن ان یضلھم ضلالاً بعیداً (نساء ۹)

کہ ان ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو دیکھو۔ جو اپنے مخالفوں کے پاس اپنا فیصلہ لے جاتے ہیں۔ اور مابین نزاع میں ان کو پنچ بناتے ہیں۔ یہ آیت بتاتی ہے۔ کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے شخص میں اتنی غیرت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مخالفوں کو سرپنچ نہ بنائے۔ یہ شیطانی امر ہے۔ اور دور کی گمراہی کا باعث ہے۔ مگر اہل پیغام کے مبلغوں کو سب سے بڑی فکر یہی دامنگیر رہتی ہے۔ کہ جہاں مبلغین جماعت احمدیہ سے مناظرہ ہو۔ وہاں غیر احمدیوں کو ثالث بنایا جائے۔ اس کے لئے ان کے پاس جا جا کر منتیں کرتے ہیں۔ کہ ہماری فتح کی تائید و تصدیق کرو۔ ایک طرف ان کو "فاسق" قرار دیتے ہیں۔ دوسری طرف انہیں فاسقوں سے اپنی تائید میں شہادت لکھواتے ہیں۔ پھر اس فاسقانہ شہادت کو اپنی فتح کا نشان تصور کرتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک فتح کی یہی علامت ہے۔ نعم ما قیل جہنم

کیڑا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
اسکے گمان میں اس کا ارض و سما یہی ہے

ان بے غیرتوں اور باطل پرستوں کے نزدیک فتح اسی کا نام ہے۔ کہ فاسقوں اور کافروں کی شہادت اپنے حق میں پیش کر دیں۔ کیونکہ جن چند لوگوں کی شہادت انہوں نے اپنی تائید میں پیش کی ہے۔ ان میں کئی وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علی الاعلان کافر و مفتری کہتے ہیں۔ مثلاً حافظ حبیب اللہ۔ مولوی محمد عبداللہ۔ علی محمد امام مسجد اور مکفرین کو اہل پیغام بھی کافر قرار دیتے ہیں۔

معزز محمودی کی حقیقت

چوتھی بات جو خاص قابل توجہ ہے۔ وہ "معزز محمودی" کی شہادت ہے۔ اس شاہد کے حالات بتانے سے قبل میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کی شہادت کس طرح حاصل کی گئی پیغام صلح میں مندرجہ ذیل خط و کتابت شایع ہوئی ہے:-

"مکرمی برادرم محمد اسحاق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف میں ۱۵ر نومبر کو موضع منگولہ کے مناظرہ میں شامل نہ ہو سکا۔ کیونکہ میں ایک ضروری کام کے لئے نارووال چلا گیا تھا۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مناظرہ کا جو نتیجہ ہوا۔ اس سے مطلع فرما دیں (جواب) مکرمی چوہدری صاحب وعلیکم السلام اس مباحثے میں میرے خیال میں مولوی عصمت اللہ صاحب غالب رہے۔ (محمد اسحٰق)

بادی النظر میں اس خط کے متعلق دو ہی خیال پیدا ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ چوہدری غلام حیدر صاحب نے بابو محمد اسحٰق صاحب کو (جو لاہور ٹیلیگراف آفس میں ملازم ہیں) لاہور خط لکھا ہو۔ اور بابو صاحب نے لاہور سے جواب بھیجا ہو۔ دوم یہ کہ چوہدری غلام حیدر صاحب نے اپنے گھر سے خط لکھکر بابو محمد اسحٰق کے گھر واقعہ بدوملہی بھیجا اور وہاں سے جواب مانگا ہو۔

ان دونوں صورتوں میں قابل غور بات یہ ہے۔ کہ چوہدری غلام حیدر صاحب کو اتنا اہتمام کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔

جبکہ چودہری غلام حیدر صاحب کے حقیقی بڑے بھائی چودہری سرفراز خانصاحب اس مناظرہ میں موجود تھے۔ اور وہ دونوں بالکل ایک ہی جگہ رہتے ہیں۔ اگر وہ محض مناظرہ کے نتیجہ سے آگاہی چاہتے تھے۔ تو اپنے ہمسایہ اپنے ہمخیال اور اپنے برادر اکبر سے دریافت کر سکتے تھے۔ علاوہ ازیں مثلاً غیر احمدی واحمدی مبایع وغیر مبایع لوگ بھی بدوملہی سے منگولہ گئے ہوئے تھے پنجیلیو کے سکول کا سارا سٹاف وہاں موجود تھا۔ ان سے دریافت کیا جا سکتا تھا بابو اسحٰق صاحب کو لاہور خط لکھکر یا بدوملہی میں موجود ہوتے ہوئے بالمشافہ پوچھنے کی بجائے۔ ان سے خط وکتابت کے ذریعے اس مناظرہ کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا۔ کیا معنی رکھتا ہے؟ صاف ظاہر ہے۔ کہ کوئی بات ہے۔ جس کی وجہ سے یہ طریق اختیار کیا گیا۔

علاوہ ازیں جب اس بات پر غور کیا جائے۔ کہ ۱۵ر کو مناظرہ ہوا۔ ۱۶ر کو پیغامی مبلغ رات بدوملہی رہے۔ تین دن بعد ۱۹ کے پرچہ میں یہ خط وکتابت شائع بھی ہوگئی۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ خاص منصوبہ کے طور پر کیا گیا۔ باقی رہا بابو محمد اسحٰق صاحب کا "معزز محمودی" ہونا۔ اسکی حقیقت ذیل کے بیان سے ظاہر ہے۔

بابو محمد اسحٰق صاحب بدوملہی کا باشندہ ہے۔ اور مولوی غلام رسول ومولوی عبدالحق صاحبان سے اس کی رشتہ داری ہے۔ وہ پہلے غیر احمدی تھا۔ بعد میں اہل پیغام کے ساتھ اس کا گہرا تعلق رہا۔ اور پیغام صلح کے فائل اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ وہ باقاعدہ ماہوار چندہ ان کو دیتا رہا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اس نے بیعت خلافت کی۔ جس کی غرض بعد میں مولوی غلام رسول صاحب کے ہاں ایک نئی رشتہ داری قائم کرنا ظاہر ہوئی۔ بیعت کے بعد بھی اس کے تعلقات غیر مبایعین سے رہے۔ اور ان کو چندہ بھی آج تک دیتا ہے۔ نبوت مسیح موعود علیہ السلام اور کفر اسلام میں بھی ان کا ہم عقیدہ رہا۔ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب ومولوی محمد علی صاحب نے جب اس سے پیغام میں شائع ہونے والے الفاظ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا۔ کہ میرا تو ہمیشہ سے نبوت کے بارے میں یہی اعتقاد رہا ہے۔ اور اب بھی یہی ہے۔

مناظرہ کے وقت بابو محمد اسحٰق غیر مبایعین کے ساتھ رہا۔ ۱۶ر نومبر پیغامی وفد کو اپنے ہاں ٹھہرا کر اس کی دعوت کی۔ اور مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریر کرائی۔

۱۷ر نومبر وہ خط لکھا گیا جو اخبار پیغام صلح میں شائع ہوا ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ پنشنر کی دوکان پر بیٹھے ہوئے چوہدری غلام حیدر و بابو محمد اسحٰق کی باتیں ہوئیں۔ اسی جگہ بیٹھے بیٹھے وہ تحریر لکھی گئی ہے۔ جو خط وکتابت کے رنگ میں شائع کی گئی ہے۔ اور جس کے متعلق محض بددیانتی سے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ "مکرم... چوہدری غلام حیدر خان صاحب رئیس بدوملہی نے ایک خط اپنے طور پر بابو محمد اسحٰق صاحب کو لکھا" یہ وہ "معزز محمودی" ہے۔ جو نہ اعتقادات کے لحاظ سے نہ تعلقات کے لحاظ سے نہ غیرت مومنانہ کے لحاظ سے "معزز محمودی" کہلانے کا مستحق ہے :

خاکسار اللہ بخش سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ چندر کے گمولے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اہم تصنیف کا نہایت سستا ایڈیشن

منشی فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر قادیان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا نہایت سستا ایڈیشن اس غرض سے شائع کیا ہے۔ کہ اس کی اشاعت بڑی کثرت کے ساتھ کی جا سکے۔ کتاب کی خوبیوں اور ان حقائق و معارف کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے ساتھ اس میں بیان فرمائے۔ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں بمقام لاہور جو جلسہ اعظم مذاہب منعقد ہوا تھا۔ اس میں پانچ مذہبی سوالات پر مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذاہب کی وکالت کرتے ہوئے تقریریں کی تھیں۔ ان تمام تقریروں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تقریر جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھی۔ سب سے بالا رہی۔ اور اس امر کا اعتراف غیر مذاہب کے معزز اصحاب نے بھی علی الاعلان کیا۔ اور ملک کے اخبارات نے بھی اس مضمون کو سب سے اعلیٰ بتایا۔ علاوہ ازیں اس کا انگریزی ترجمہ ٹیچنگز آف اسلام کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے اہل الرائے اصحاب سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔

غرض یہ کتاب اسلام کی تصنیف اور صداقت کے متعلق بے نظیر کتاب ہے۔ اور اس کی اشاعت تبلیغ اسلام کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ہے۔ اس وقت تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں لیکن باوجود اس کے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک اس کی اشاعت اس قدر نہیں ہوئی۔ جتنی کہ ہونی چاہیئے تھی۔ اور جس کی اپنی خوبیوں اور فوائد کے لحاظ سے یہ کتاب مستحق ہے۔ اس میں بہت بڑی روک قیمت کی زیادتی بھی تھی۔ منشی فخر الدین صاحب کی سعی و کوشش قابل داد ہے۔ کہ انہوں نے باوجود عمدہ لکھائی چھپائی کے اس کا نہایت سستا ایڈیشن شائع کر کے اسے بکثرت شائع کرنے کا موقع بہم پہنچا دیا ہے۔ ایک سو جلد کی قیمت صرف دس روپے رکھی ہے۔ گویا اسطرح ایک کتاب سات پیسہ سے بھی کم قیمت پر مل سکتی ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کی اشاعت کے لئے پوری کوشش اور سعی کریں۔ اور بہت سی کاپیاں منگا کر غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب میں تقسیم کریں۔ پچاس کاپیوں کی قیمت سات روپے ایک روپے میں پانچ کاپیاں بھیجی جائیں گی۔ جہاں تک ہو سکے زیادہ کتابیں منگوائیں۔ کیونکہ اس طرح قیمت میں بہت ہی کفایت رہیگی۔ کتاب منگانے کا پتہ :- کتاب گھر قادیان

بقایا چندہ جلسہ سے پہلے بھیجئیں

گذشتہ سالوں میں یہ دستور رہا ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کے قریب چندہ جلسہ سالانہ کی تحریک کی جاتی رہی۔ مگر امسال حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ خیال فرماتے ہوئے۔ کہ جو احباب جلسہ میں شریک ہوتے ہیں۔ انہیں نومبر کی آمد سے ہی جلسہ کا سفر خرچ اور چندہ جلسہ سالانہ کا بار یکمشت اٹھانا پڑتا ہے۔ جو مشکلات کا موجب ہوتا ہے۔ تحریک چندہ جلسہ سالانہ وخاص وبقایا عام کی اگست میں فرمائی۔ تاکہ احباب اگست وستمبر کی آمد میں سے اس ضرورت کو پورا کر کے سبکدوش ہو جائیں۔ اور اکتوبر کی آمد سے وہ موسم سرما کی ضروریات کو پورا کر کے نومبر کی آمدنی جلسہ کے سفر خرچ کے لئے باسانی محفوظ کر سکیں۔ مگر چونکہ اکتوبر کے ایام میں احباب کو زیادہ تر یوم النبی کے جلسوں کو رونق دینے کے لئے بہت سا وقت دینا۔ اور ضروری اخراجات کا متحمل ہونا پڑا۔ اس لئے حضور نے چندہ جلسہ سالانہ خاص کی میعاد کی ۱۵ر نومبر تک توسیع فرما دی۔ مگر ابھی تک بعض ایسی جماعتیں ہیں۔ جنہوں نے مقررہ چندہ ادا نہیں کیا اس توسیع میعاد کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ علاوہ الفضل کے علیحدہ بھی شائع کر کے ہر ایک جماعت کو بھجوایا گیا۔ مگر بعض جماعتوں نے ابھی تک چندہ پورا نہیں کیا۔ بنابریں میں مجبور ہوں گا۔ کہ ان کے نام تھوڑا انتظار کر کے حضرت اقدس کے حضور پیش کر دوں۔ اور ممکن ہے۔ کہ بعض جماعتیں یا احباب میرے اس اعلان سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو ان کے نام الفضل میں بھی شائع کرنے پڑیں گے

پس میں نہایت زور سے ان احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ جن کے نام چندہ جلسہ سالانہ خاص وعام کے بقائے ہیں۔ کہ وہ ۲۰ر دسمبر سے پہلے راہ مہربانی اپنے اپنے حسابات صاف کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ممکن ہے۔ بعض دوست اس خیال سے چندہ کی رقم روک رکھیں۔ کہ جلسہ پر خود جا کر داخل کر دیں گے۔ اس طرح سلسلہ کے کاموں میں سخت روک پڑنے کا اندیشہ ہے۔ پس جمع شدہ چندہ کی رقم حسب دستور ۲۰ر دسمبر تک بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ ساتھ لانے کے خیال سے رقم ہرگز نہ روکیں :

قائمقام ناظر بیت المال قادیان

سکھانند میں تبلیغ احمدیت

۴ر دسمبر مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب بٹالوی یہاں پہنچے۔ رات کو مسجد احمدیہ میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے وعظ کیا۔ اگلے دن مولوی بقاپوری صاحب نے بعد نماز فجر تقریر کی۔ اور خطبہ جمعہ بھی پڑھا جس میں سامعین غیر احمدی بھی تھے۔ لوگوں کو صداقت مسیح موعود

خطیب صاحب جامع مسجد نور محل کی غلط بیانی

اخبار زمیندار ۱۹ر نومبر میں ایک صاحب قادر بخش کے نام سے ایک سراسر غلط خبر شایع ہوئی ہے۔ یہ غلط بیانی اس لحاظ سے زیادہ افسوسناک ہے۔ کہ اس کا مرتکب ایک ایسا شخص ہوا ہے۔ جسے ایک جامع مسجد کی امامت کا دعوےٰ ہے۔ قادر بخش صاحب کی غیر ذمہ وارانہ روش کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے اپنے دماغ کی اختراع کو مسلمانان نور محل کی طرف منسوب کر کے معززین درؤسائے شہر کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ ۲۰ر اکتوبر کا جلسہ قادیانی تبلیغ کے لئے تھا۔ افسوس اس مولوی پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات پر اس عدیم المثال جلسہ کو قادیانی تبلیغ بتاتا ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتا۔ کہ سید محمد اقبال حسین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ڈی۔ بی ہائی سکول کے نیک، شریف اور ہر دلعزیز ہیڈ ماسٹر نے اساتذہ وتلامذہ کو حاضر جلسہ کرنیکے لئے جبر سے کام لیا۔ تمام قصبہ میں بے چینی کی بھی خطیب صاحب نے ایک ہی کہی۔ غالبًا تمام قصبہ سے ان کی مراد اپنی ذات شریف اور چند ایک اپنے ہم خیال ہیں۔ گویا سینکڑوں شریف مسلمان جو اس کی مذموم حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے نزدیک مسلمان نہیں۔

باقی رہی اس شخص یا اس کے چند ہم خیالوں کی ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کے برخلاف انسپکٹر صاحب کی خدمت میں شکایت۔ سو اسکے متعلق بھی ہمیں خوب علم ہے۔ کہ بکثیر التعداد مسلمان قادر بخش کے سوا کوئی نہ محکمہ تعلیم سید محمد اقبال حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ایسے نیک اور دیانتدار کارکن کی قدر وقیمت خوب سمجھتا ہے۔ اور شکر ہے مسلمانان نور محل میں بفضل خدا غالب اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ جنکے دل ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کی مخلصانہ شبانہ روز کوششوں کو جو انہوں نے قصبہ اور مضافات کی تعلیمی ترقی کے لئے پچھلے آٹھ نو سالوں میں کیں۔ جذبات تشکر و امتنان سے دیکھتا ہے۔ اور انکے اس احسان سے کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

آخر میں میرا مخلصانہ مشورہ قادر بخش صاحب اور انکے ہم خیالوں کی خدمت میں یہ ہے۔ کہ وہ برائے خدا اس فتنہ پردازی سے باز آئیں۔ مسلمان اور ہندو پبلک متواتر آٹھ نو سال سے موجودہ ہیڈ ماسٹر صاحب سے اچھی طرح واقف ہے۔ اور اپنے بچوں کی خود حفاظت کر سکتی ہے۔ آپ یہ زحمت گوارا نہ فرمائیں۔ خدا آپ کی وکالت سے محفوظ رکھے۔

کاش آپ اس شوق نامہ نگاری کو پورا کرنے سے پہلے کسی بھی معتبر مسلمان سے مشورہ کر لیتے۔ تو نہ مسلمانان نور محل پر دھبہ لگا سکتے نہ خود رسوا ہوتے۔ [illegible]

ایک احمدی خاندان کی لڑکیوں کی تدفین میں ایک ملّا کی شرارت اور غیر مسلموں کی ہمدردی

ذیل میں ایک نہایت دردناک خط درج کیا جاتا ہے جس میں ایک اہل سنت شخص نے اپنے گاؤں کے ملّا کی قساوت قلبی اور فتنہ انگیزی کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ایک احمدی گھرانہ کو جس کا کوئی مرد گھر میں موجود نہ تھا۔ یکے بعد دیگرے دو لڑکیوں کے فوت ہو جانے پر کیسے شرمناک اور خلاف انسانیت طریق سے تنگ کیا گیا۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ جن لوگوں نے انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر معصوم بچیوں کی تجہیز و تدفین میں مدد دی۔ ان کا بائیکاٹ کرا کے تکالیف میں مبتلا کیا گیا۔ ایسے درندہ صفت ملّا اور اس کے پیچھے چلنے والوں کی اخلاقی موت پر جس قدر ماتم کیا جائے تھوڑا ہے۔ اور ان کے نہایت غیر شریفانہ طرز عمل کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ ان لوگوں کو اپنے ہی گاؤں کے ایک شخص نور محمد صاحب کے شریفانہ طرز عمل کو دیکھکر ڈوب مرنا چاہئے۔ اور غیر مسلموں نے اس موقعہ پر جس انسانی ہمدردی کا ثبوت دیا۔ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئیے

ہم نور محمد صاحب کی اس موقعہ پر ہمدردی اور شرافت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے جو تکالیف انہیں پہونچائی جا رہی ہیں ان کے انسداد کے لئے ہر ممکن مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ نیز ان غیر مسلم اصحاب کے بھی ممنون ہیں۔ جنہوں نے اظہار ہمدردی کی۔

ہمیں اس تکلیف اور اذیت کا بھی اچھی طرح احساس ہے۔ جو ہمارے معزز اور محترم بھائی ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے اہل وعیال کو چند ہی دنوں میں دو موتیں واقعہ ہونے اور ان کی تجہیز و تکفین میں مشکلات پیش آنے کی وجہ سے ہوئی۔ اولاد کی دائمی جدائی کا صدمہ ہی کوئی معمولی صدمہ نہیں ہوتا۔ لیکن اسے آخری ٹھکانے تک پہونچانے میں روکاوٹیں دیکھکر تو دل وجگر کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا معمولی بات ہے۔ مگر اس کا اجر بھی وہی خالق و مالک دیگا۔ جس نے چھوٹی اولاد کے فوت ہو جانے پر والدین کو بہت بڑے ثواب کا مستحق قرار دیا ہے ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس خاندان پر اپنا خاص فضل نازل کرے۔ (ایڈیٹر)

میں مسمی نور محمد اہل سنت والجماعت ساکن گوجروال ضلع لودیانہ کا باشندہ ہوں۔ اس قصبہ میں تقریبًا چھ صد گھر مسلمانوں کے ہیں۔ جو کہ تمام کے تمام اہل سُنت ہیں۔ اور میں خود بھی فرقہ اہل سُنت والجماعت میں سے ہوں۔ اس قصبہ میں ایک گھرانہ ڈاکٹر عبد الکریم صاحب کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آج کل خود تو اپنی ملازمت پر چھاؤنی متھرا میں انچارج ملٹری ہسپتال ہیں۔ مگر اُن کے اہل وعیال یہاں اپنے جدی مکان میں گوجروال آئے ہوئے ہیں۔

۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو ڈاکٹر صاحب مذکور کی ایک نابالغ دختر جسکی عمر تقریبًا ۲ سال کی تھی۔ قریبًا ۴ بجے شام کے فوت ہو گئی۔ گوجروال کے امام مسجد نے مسلمانوں کو خاص طور پر ہدایت کی۔ کہ کوئی شخص جنازہ کے ہمراہ نہ جائے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی مدد تجہیز و تکفین میں دے۔ بصورت حکم عدولی اس شخص کا مکمل بائیکاٹ کیا جائیگا۔ جو کہ کسی قسم کی بھی مدد لاش دفن کرنے میں دیگا۔ اس وجہ سے کوئی شخص ڈاکٹر صاحب کے گھر لاش کو ٹھکانے لگانے کے لئے نہ آیا۔ آخر جب ڈاکٹر صاحب کی بیوی نے دیکھا۔ کہ ان کی برادری کے لوگ امام مسجد کے ڈر کی وجہ سے لاش کا کوئی بندوبست نہیں کرینگے۔ تو انہوں نے مجھکو بلا بھیجا۔ اور بہت منت سماجت کی۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ اس وقت اس لاش کو دفن کرنے کا انتظام کرو۔ کیونکہ ہمارا کوئی آدمی اس وقت گھر میں نہیں ہے میں نے محض خدا کا خوف کھاتے ہوئے اور امام مسجد کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے تجہیز و تکفین میں مدد دی۔

اس پر ۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو بروز جمعہ قبل نماز جمعہ بعد نماز جمعہ امام مسجد نے لوگوں سے کہا۔ کہ باوجود میرے منع کرنے کے نور محمد (یعنی میں) اور ایک دو آدمی اور جنازہ کے ہمراہ گئے ہیں۔ لہذا ان لوگوں کو بلا کر ان سے بازپرس کی جائے۔ اور مناسب سزا دی جائے۔ مجھے ایک شخص مسمی شرف الدین بلانے کے لئے آیا۔ اور اسی طرح باقی آدمیوں کے پاس بھی آدمی روانہ کئے گئے۔ مگر میں وہاں اس خیال سے نہ گیا۔ کہ مبادا فساد نہ ہو جائے۔ تین چار شخص جو کہ جنازہ کے ہمراہ گئے تھے۔ اُن میں سے اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے دو تین اشخاص باوجود بلانیکے مسجد میں نہ گئے۔ البتہ ان میں سے صرف ایک گیا تھا۔ اس نے ملّا کے مشتعل کئے ہوئے لوگوں کے خوف سے معافی مانگ لی۔ امام مسجد نے میرا بائیکاٹ کرنے کی تجویز کی۔ اس کے بعد اگلے جمعہ یعنی ۲۴ر اکتوبر کو امام مسجد نے پھر مجھے بلا بھیجا۔ اور میں مسجد میں گیا۔ امام مسجد نے مجھے اپنا یہ فیصلہ سنایا۔ کہ چونکہ تم مرزائیوں کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے ہو۔ لہذا یا تو میت کو نکال کر ان کے ورثا کے حوالہ کرو۔ اور آئندہ کے لئے توبہ کرو۔ یا تمہارے ساتھ سارے کنبہ کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ وہاں میں نے فساد کے خطرہ سے خاموشی اختیار کی۔ اور واپس گھر آ گیا۔ اسکے بعد میرا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا یہ سب شرارت اسی امام مسجد کی ہے۔ اس معاملہ کی باقاعدہ رپورٹ تھانہ میں دی جا چکی ہے۔

اس کے بعد خدا کی قدرت۔ کہ مورخہ یکم نومبر ڈاکٹر صاحب موصوف کی دوسری لڑکی جو کہ صرف ۹ یوم کی تھی۔ قریبًا ۲ بجے شام فوت ہو گئی۔ اس دفعہ وہ لوگ بھی امام مسجد کے فتویٰ کی وجہ سے شامل نہ ہوئے۔ جو کہ پچھلی دفعہ لڑکی کے فوت ہونے پر شامل ہو گئے تھے۔ اس دفعہ مسلمانان گوجروال میں سے صرف ایک میں ہی شامل تھا۔ باقی قریبًا یکصد آدمی ہندو اور سکھ صاحبان تھے۔ جو کہ محض اس وجہ سے شامل ہوئے۔ کہ مسلمان شامل نہیں ہوتے تھے۔ ان کی مدد سے میں نے تمام تجہیز و تکفین مکمل کی۔ ان حالات کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف دی جا رہی ہے۔ اور سخت [illegible] (العبد نور محمد اہل سنت والجماعت ساکن گوجروال [illegible] ضلع لودیانہ)

دوستو! اک نظر خدا کے لئے

تبلیغ کے لئے بہترین طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان لیکچر ہومہ

ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کرنے کی مبارک تجویز

ڈیڑھ سو صفحہ کی کتاب صرف ا؍ میں

اس وقت دنیا بالخصوص ہندوستان سیاسیات میں مصروف ہے۔ اور مذہب کی طرف سے قریبًا خالی الذہن ہو چکا ہے۔ اس لئے جہاں ایک طرف اہل سیاست اپنے انہماک کی وجہ سے ہندوستانیوں کو مذہبیات سے خالی کر رہے ہیں۔ دوسری طرف ہماری جماعت کا فرض اولین ہے۔ کہ اس زرین موقعہ سے فائدہ اٹھائے۔ اور ان خالی شدہ دلوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی مقدس تعلیم اور دلائل کو بھرنے کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے لئے عظیم الشان لیکچر ہومہ۔ جو اسلام کے ہر ایک پہلو پر مشتمل ہے۔ جس میں اسلام کے خلاف اعتراضات کو نہایت خوبصورتی سے دور کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب کے نقائص کو بالکل ایسے نا معلوم طریق پر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ پڑھنے والے کو ضد و تعصب کا شائبہ تک محسوس نہ ہو۔ ایسا جامع و مانع مضمون جس کو اللہ تعالےٰ نے تمام مضامین سے بالاتر قرار دیا ہو۔ اس مضمون کی کثرت سے اشاعت کی جائے۔ اس کے لئے قلیل سے قلیل رقم جو اس کی اصل لاگت سے بھی کم ہے۔ یعنی عہ فی سینکڑہ تجویز کی گئی ہے۔ ایک روپیہ کے خریدار کو ۵ عدد اور عہ کی ۵۰ عدد کاپیاں دی جائینگی۔ علاوہ محصول ڈاک۔ ۱۰۰ کتاب کا وزن دس سیر ہے۔ احباب کو چاہئے۔ کہ فی الفور آرڈر بھیجکر اس وقت ایک لاکھ کی تعداد کو پورا کر کے اجر دارین حاصل کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا شاندار تاریخی لیکچر

اسلام میں اختلافات کا آغاز

جس میں ایک طرف شیعوں کے اعتراضات خلافت حقہ اور اصحاب کبار کے خلاف کا نہایت عمدگی سے تاریخی رنگ میں قلع قمع کیا گیا ہے۔ دوسری طرف باغیوں اور مفسدوں کی سازشوں اور شر انگیزیوں کے راز طشت از بام کئے گئے ہیں۔ کتاب کو مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی دلچسپ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ نہایت دلآویز پیرایہ ہے۔ احباب کے اصرار پر دوبارہ چھپوا کر قیمت بجائے ۱۱ر کے ۸ر کر دی ہے۔ حصہ دوم صرف ۵ر شیعہ دوستوں میں تقسیم کرنے کے لئے ایک روپیہ کی ۴ عدد۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ

تفسیر سورۂ مؤمنون اور سورۂ نور

یوں تو حضرت اقدس کا تمام کلام معارف و حقائق کا خزانہ ہے۔ مگر سورۂ مؤمنون کی تفسیر میں تمام معارف اور حقایق و دقائق کا نچوڑ اور لب لباب ہے۔ انسان کی پیدائش کی روحانی و جسمانی مماثلت۔ انسان کے چھ مراتب وغیرہ نہایت لطیف پیرائے میں بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ نور بالخصوص آیت استخلاف۔ مسئلۂ خلافت وغیرہ پر بالتفصیل اور کما حقہٗ بحث کی گئی ہے۔ مضمون قابل مطالعہ۔ کئی ایک اہم مسائل کا اس میں حل ہے۔
قیمت صرف عا۔

کتاب گھر قادیان

سکنی اراضی کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

اب جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ اس تقریب پر زمینوں کی قیمت میں عموماً رعایت کی جاتی ہے۔ اس سال معمول سے زیادہ رعایت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور رعایت کی میعاد بھی بڑھادی گئی ہے۔ یہ رعایت ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء تک رہیگی۔ محلہ دارالبرکات (بالمقابل ریلوے اسٹیشن) اور محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اصل قیمت دارالبرکات میں برلب سڑک کلاں یعنی بازار ریلوے روڈ ۳۵ روپے فی مرلہ اندرون محلہ ۲۵ روپے اور ۲۰ روپے فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کرکے علی الترتیب ۲۷ روپے اور ۲۰ روپے اور ۱۶ روپے فی مرلہ کردی گئی ہے۔ محلہ دارالرحمت میں اصل قیمت ۲۵ روپے فی مرلہ برلب سڑک کلاں اور اندرون محلہ ۲۰ روپے اور ۱۶ روپے فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کرکے علی الترتیب ۲۰ روپے ۱۶ روپے اور ۱۵ روپے کردی گئی ہے۔ جو احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جلسہ سالانہ کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ ابھی سے آرڈر بھیج دیں۔ کیونکہ بہت تھوڑے قطعات قابل فروخت ہیں۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ یہ رعایت صرف نقد اور یکمشت قیمت ادا کرنے والوں کے لئے ہے۔ والسلام

خاکسار: میرزا بشیر احمد قادیان

ضرورت مند احباب توجہ فرمائیں

ایہا الاحباب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں عرصہ دس سال سے قادیان دارالامان میں ہجرت کرکے آیا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے یہاں ایک مکان بھی چار پانچ ہزار کا بنا ہوا ہے۔ کام زرگری کا کرتا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے اپنے کام کا پورا ماہر ہوں پنجابی زیور زمینداروں کے مثلاً بھوں۔ چوک۔ انام تکہ۔ نتھ لونگ۔ بندے۔ چونپکی۔ ڈنڈیاں۔ ہر قسم کی چوڑیاں۔ بند بری بند۔ کڑے۔ گوکھرو۔ وغیرہ۔ انگریزی زیور۔ ہار۔ گلوبند۔ بکس بٹن۔ کلپ۔ ٹچے۔ چوڑیاں انگوٹھیاں۔ ہر قسم کی فینسی کانٹے وبندے انگریزی و دیسی نئے نئے نمونے کے بنا سکتا ہوں۔ مگر بوجہ قادیان میں اکثر طبقہ غرباء کے کچھ کم کام ملتا ہے۔ اس لئے بعض دوستوں کے مشورہ سے کہ تم اپنے کام کے متعلق باہر کی جماعتوں میں اعلان کرو۔ تاکہ تمہارا کام چل پڑے۔ سو میں اس اعلان کے ذریعہ امید کرتا ہوں۔ کہ ضرورتمند احباب توجہ فرمائیں گے۔ کام خدا کے فضل سے خالص عمدہ مضبوط خوبصورت اور انشاء اللہ دو ہفتہ تیار کرکے دیا جاویگا۔ مزدوری بھی واجبی لی جاویگی۔ آزمائش شرط ہے۔ چونکہ عام زرگروں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس لئے آپ اپنے اعتبار کی خاطر جو بھی کوئی معتبر ذرائع اختیار کرسکتے ہیں۔ کریں۔ نمونہ کے طور پر کچھ چھوٹے کانٹے و انگوٹھیاں تیار ہیں۔

(نوٹ) ہر آرڈر کے ہمراہ زیور کا نقشہ یا اس کی وضع قطع تحریر کی جائے۔ اور اندازاً کم جو تہائی قیمت بطور پیشگی ارسال کی جائے۔ باقی کا وی پی کیا جائیگا۔ اگر تحریر کے خلاف نکلے۔ تو بغیر کسی نقصان کے واپس لیا جائیگا۔

لعل دین احمدی زرگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اشتہار

کرسمس اور نوروز کی تعطیلوں کے لئے کرایہ میں تخفیف

آئندہ بڑے دن اور نوروز کی تعطیلوں کے لئے واپسی ٹکٹ جو ۴ جنوری ۱۹۳۱ء تک کارآمد ہونگے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۲ سے ۳۱ دسمبر تک مل سکیں گے۔ بشرطیکہ سفر ایک جانب سو میل سے زائد ہو۔ یا اس قدر فاصلہ کے لئے کرایہ ادا کیا جائے۔

درجہ اول و دوم . . . . ۱¼ کرایہ

درجہ درمیانہ . . . . ۱½ کرایہ

درجہ سوم . . . . ۱¾ کرایہ

۲۔ انہی تاریخوں میں موٹر کاروں کے لئے بھی جو مسافر گاڑیوں کے ذریعہ بک کرائی جائیں۔ واپسی ٹکٹ مل سکیں گے۔ جو ۴ جنوری ۱۹۳۱ء تک کارآمد ہونگے۔ کرایہ ایک طرف کا لیا جائے گا۔ لیکن نقصان کا ذمہ دار خود اس کا مالک ہوگا۔ یہ ٹکٹ ایسے سٹیشنوں سے ایسے سٹیشنوں تک مل سکیں گے۔ جو اس قسم کی اشیا کے لئے سہولتیں رکھتے ہوں:

صدر دفتر

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

جے۔ ایچ۔ چیز چیف کمرشل منیجر۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— بمبئی ۔ ۱۱ر دسمبر ۔ کانگریسیوں میں سول نافرمانی کی تحریک کے جمع شدہ سرمایہ کی تقسیم کے متعلق پھوٹ رونما ہو گئی ہے ۔ اکثر خود ساختہ محبان وطن کو مقاطعے کے جاری رکھنے اور دیسی کارخانوں کے ایجنٹ بننے کے باعث بہت بڑا مالی فائدہ ہے ۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک پارٹی اپنی حریف پارٹی کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کرنے پر غور و خوض کر رہی ہے ۔ اور اس سلسلے کا سارا کچا چٹھا شایع کرنیکا ارادہ کر رہی ہے ۔

—— لنڈن ۔ ۱۱ر دسمبر ۔ آج دارالعوام میں فرقہ دار کانفرنس کا اجلاس پھر شروع ہوا ۔ وزیر اعظم اور وزیر ہند شریک کانفرنس تھے ۔ فیصلہ طلب مسائل کے تصفیہ کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی ۔ سابقہ گفت و شنید کے میلان سے پایا جاتا ہے ۔ کہ اب صرف پنجاب اور بنگال میں مسلم نیابت کے مسئلہ پر اختلاف رہ گیا ہے ۔

—— نواب صاحب بھوپال کی فرودگاہ پر جس سمجھوتے کی اطلاع اخبارات میں شایع ہوئی تھی ۔ اس کی تردید میں نواب صاحب موصوف نے مختلف اخبارات اور احباب کو تار ارسال کئے ہیں ۔

—— لاہور ۔ ۱۲ر دسمبر ۔ گورنر پنجاب باجلاس کونسل نے امرتسر کی مختلف چھ سیاسی انجمنوں کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے ۔

—— دہلی ۔ ۱۱ر دسمبر ۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی خوشدامن جو کانگریس کمیٹی دہلی کی نویں ڈکٹیٹر مقرر ہوئی تھیں ۔ آج شام کو گرفتار کر لی گئیں ۔

—— لنڈن ۔ ۱۱ر دسمبر ۔ انڈین امپائر سوسائٹی کے زیر اہتمام شہر کے تاجروں کا ایک غیر سیاسی جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر ونسٹن چرچل نے تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا ۔ کہ حکومت ہند اور ملک معظم کی حکومت اس وقت تک ہندوستانی انتہا پسندوں کے احمقانہ دعاوی کا جواب صرف نرم انتباہ اور تسلی آمیز الفاظ میں دیتی رہی ۔ اس لئے یہ ضروری ہے ۔ کہ اس امر کی واضح اور بین الفاظ میں پھر وضاحت کر دی جائے ۔ کہ برطانی قوم کا ہرگز یہ ارادہ نہیں ۔ کہ ہندوستان اور اس کی ترقی پر جو اسے کامل اقتدار حاصل ہے ۔ اسے ترک کر دے ۔ گول میز کانفرنس کو دستور اساسی مرتب کرنے کا کوئی اختیار نہیں ۔ اور اگر اس نے کوئی تصفیہ کر بھی لیا ۔ تو اخلاقی یا قانونی طور پر پارلیمنٹ اس کی پابند نہیں ہوگی ۔ مسٹر چرچل نے کہا ۔ کہ موجودہ دارالعوام میں بھی بھاری اکثریت ایسی موجود ہے ۔ جو درجہ مستعمرات عطا کرنے کے خلاف ہے ۔

—— نیو دہلی ۔ ۱۲ر دسمبر ۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون نے مندرجہ ذیل اصحاب کو اسمبلی کے ممبر نامزد کیا ہے ۔ نواب سر ذوالفقار علی خاں ۔ سر عبد القیوم صوبہ سرحد ۔ مسٹر کے ۔ سی ۔ رائے ہندوستانی اخبار نویس مسٹر راجا اچھوت اقوام کی طرف سے اور کپتان شیر محمد خان گکھڑ مندوب گول میز کانفرنس ۔

—— لنڈن ۔ ۱۱ر دسمبر ۔ کل رات ہائیڈ پارک ہوٹل میں حیدر آبادی وفد نے وزیر ہند اور کابینہ وزارت کے ارکان کو ایک ضیافت میں مدعو کیا ۔ تقریباً اسی مہمان شریک ہوئے ۔ مسٹر بین وزیر ہند نے شہریار دکن کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے کہا ۔ کہ انگلستان کو آپ کی وہ خدمات فراموش نہیں ہوئیں ۔ جو وہ جنگ اور امن کے درمیان انجام دیتے رہے ہیں ۔ یار وفادار کا جو لقب آپ کو پیش کیا گیا تھا ۔ اس کی صداقت زمانہ حاضرہ میں بالکل واضح ہو گئی ہے ۔

—— کلکتہ ۔ ۱۱ر دسمبر ۔ پراونشل ہندو سبھا بنگال کے سکرٹری نے ایک بحری پیغام مسٹر ریمزے میکڈانلڈ ۔ مسٹر ویجوڈ بین اور گول میز کانفرنس کے ہندو مندوبین کے نام بھیجا ہے ۔ جس میں لکھا ہے ۔ کہ ہندو قوم کسی فرقہ وارانہ مفاہمت کو قبول نہیں کر سکتی ۔ جب تک ڈاکٹر مونجے کی یادداشت کے مطابق فرقہ پرستانہ مسائل کا تصفیہ نہ کیا جائے ۔

—— پشاور ۔ ۱۲ر دسمبر ۔ اطلاعات مظہر ہیں ۔ کہ افغانستان کی حکومت نے ہندوستانی آٹے کی درآمد بند کر دی ہے ۔

—— لنڈن ۔ ۱۰ر دسمبر ۔ آج ایوان عام میں مزدور جماعت کے ایک رکن نے اس مضمون کی قرار داد پیش کی ۔ کہ آئندہ انتخابات میں موٹر کاریں استعمال نہ کی جائیں ۔ تاکہ امیر و غریب ہر طبقہ کے رائے دہندوں کو یکساں سہولت حاصل ہو ۔ انتخابات کے معرکوں کا فیصلہ موٹر کاروں کے بل بوتے پر نہیں ہونا چاہئے ۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہئے ۔ کہ عوام کے قلوب اور ان کی ارواح کس امیدوار کے ساتھ ہیں ۔ حکومت کی طرف سے یقین دلایا گیا ۔ کہ رائے دہی کے متعلق جو مسودہ قانون پیش ہونے والا ہے ۔ اس میں موٹروں کے متعلق بھی کارروائی کی جائے گی ۔ اس پر محرک نے تجویز واپس لے لی ۔

—— بنارس ۔ ۱۰ر دسمبر ۔ رام نگر سے ایک نوجوان کو گرفتار کیا گیا ہے ۔ جس کے پاس چار پستول تھے ۔

—— لنڈن ۔ ۱۰ر دسمبر ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ ۱۵ انڈین ڈیلیگیٹ ۱۵ تاریخ گول میز کانفرنس میں مطالبہ کریں گے ۔ کہ گورنمنٹ ، درجہ نو آبادیات دیئے جانے کا اعلان کرے ۔ اگر اس نے ایسا نہ کیا ۔ تو یہ ڈیلیگیٹ واک آؤٹ کر جائینگے

—— ایسوسی ایٹڈ پریس کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ یو ۔ پی میں گرفتار شدگان کی تعداد جو تحریک سول نافرمانی کے ضمن میں پکڑے گئے ہیں ۔ ۷۴۳۹ ہے ۔

—— ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے ۔ کہ ملک معظم نے آنریبل مسٹر ایس ۔ پی ۔ تانبے کے عہدے ہوم ممبری ممالک متوسط میں اس وقت تک کے لئے توسیع کر دی ہے ۔ جبکہ لنڈن میں گول میز کانفرنس کی کارروائی جاری ہے ۔ کانفرنس کے وہ ایک مندوب ہیں ۔

—— چٹاگانگ ۔ ۱۰ر دسمبر ۔ آج صبح پولیس نے چٹاگانگ کے مختلف محلوں میں تقریباً ۲۲ مکانات کی تلاشی لی جب پولیس ڈسٹرکٹ بورڈ کے ہیڈ کلرک کے مکان کی تلاشی لے رہی تھی ۔ تو بالائی منزل میں بم پھٹ گیا ۔ جس سے ایک بوڑھی عورت زخمی ہوئی ۔

—— لاہور ۔ ۱۲ر دسمبر ۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل نے کوہاپور پربھات فلم کمپنی کی تیار کردہ فلم موسومہ "پورن سوراج" کا صوبہ پنجاب میں دکھایا جانا ممنوع قرار دیا ہے ۔

—— پشاور ۔ ۱۰ر دسمبر ۔ افغانستان کی آخری اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دو ہزار افغان شنواریوں کی فہرست مرتب کرنے کا حکم آ گیا ہے ۔ تاکہ وہ موجودہ اضطراب کی روک تھام کے لئے افغانستان بھیجدیئے جائیں ۔ ملا چکوال ۔ سوجی صاحب کے صاحبزادے اور استاد صاحب اڈہ کے پاس کابل سے اطلاع آئی ہے ۔ کہ وہ ایک لاکھ کابلی روپے کے مچلکے داخل کریں ۔ اور آئندہ حکومت برطانیہ کے خلاف جنگ کے اعلان سے باز آئیں ۔

—— مدراس ۔ ۹ر دسمبر ۔ حکومت مدراس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ہدایت کی ہے ۔ کہ سب مجسٹریٹوں اور دیگر عدالتوں سے سیاسی تحریک کے سلسلہ میں جن نابالغوں کو سزائیں دی گئی ہیں ۔ وہ ان پر نظر ثانی کریں ۔

—— دربار کشمیر نے مندرجہ ذیل کتب کا داخلہ اپنی حدود میں ممنوع قرار دیا ہے ۔ (۱) ڈانڈی کو گاندھی جی کی روانگی (۲) سول نافرمانی کی تحریک بمبئی میں ۔ (۳) مسٹر پٹیل کا جلوس لاہور میں ۔ (۴) حب وطن ۔

—— لاہور ۔ ۱۲ر دسمبر ۔ پولیس نے ایک مشہور انقلاب پسند اور اشتہاری ملزم کو ملتان کے قریب گرفتار کیا ۔ اور ایک سپیشل ٹرین میں لاہور لائی ہے ۔ جس گاڑی میں گرفتار شدہ کو لایا گیا ۔ اس کے ارد گرد بندوقوں اور ننگی سنگینوں کا پہرہ تھا ۔ بادامی باغ سٹیشن سے اتار کر قلعہ شاہی میں پہنچا یا گیا ۔ غالباً یہ وہی شخص ہے ۔ جس نے خان بہادر عبد العزیز پر قاتلانہ حملہ کیا تھا ۔

—— بمبئی ۔ ۱۲ر دسمبر ۔ بدیشی کپڑے کی بھری ہوئی ایک لاری مولجی جیٹھا مارکیٹ سے آج صبح نکلی ۔ اور والنٹیروں کے اوپر سے گذر گئی ۔ جو اس کے آگے لیٹ گئے تھے ۔ ایک والنٹیر کو شدید ضربات آئیں جو بعد میں فوت ہو گیا ۔

—— سٹاک ہالم ۔ نوبل فیڈریشن کے صدر کی تقریر کے بعد ہندوستانی سائنسدان سر سی وی رامن کو ایک عظیم الشان مجمع کی موجودگی میں شاہ ناروے نے پُر شور تالیوں کے درمیان نوبل پرائز عطا کیا ۔

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)